احناف حفاظ حدیث کی فن جرح و تعدیل میں خدمات

تالیف

محمد ایوب الرشیدی

متخصص فی علوم الحدیث النبوی ﷺ

کتاب کا نام ...... احناف حفاظِ حدیث کی فن جرح وتعدیل میں خدمات

تاریخ اشاعت ..... مارچ ۲۰۰۳

باہتمام .... احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ .... فاروق اعظم کمپوزر

سرورق .... لوسیٹر گرافکس

مطبع ....

ناشر .... زمزم پبلشرز

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

فون: 7760374 - 7725673

فیکس: 7725673

ای میل - zmzm01@cyber.net.pk

zamzam@sat.net.pk

ملنے کے دیگر پتے:

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

مکتبۃ البخاری نزد صابری مسجد، بہار کالونی کراچی

قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی

صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی۔ فون: 7224292

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرِ کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی جَزَاءً جَمِیْلاً جَزِیْلاً

منجانب

احبابِ زمزم پبلشرز

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ناکارہ اس کاوش کو اپنے استاد محترم محقق العصر، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، فاضل دیوبند وتلمیذ رشید شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے منسوب کرنے کو باعث سعادت سمجھتا ہے جن کی پر خلوص شفقت وعنایت اور قلمی تربیت سے بندہ نے "فن جرح وتعدیل میں احناف حفاظ حدیث کی خدمات" جیسے اہم ترین موضوع پر چند اوراق لکھنے کی جسارت کی۔

حضرت مدظلہ العالی کی حوصلہ افزائی اور مسلسل رہنمائی کی بناء پر بندہ یہ رسالہ اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کررہا ہے۔

فجزاہ اللہ خیر مایجزی عبادہ المحسنین

بندہ محمد ایوب الرشیدی

یکم ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ

حدیثِ نبویؐ سے جرح وتعدیل کا ثبوت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں بھی اس قسم کی مثالیں پائی جاتی ہیں جس میں ضرورت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے عیب کو بیان کیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسبِ ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

"قالت عائشة رضي الله تعالى عنها: ان رجلا استأذن على النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ائذنوا له، فلبئس ابن العشيرة، أو بئس رجل العشيرة."(۱)

"حضرت اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اندر آنے) کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو۔ بہت برے قبیلے والا ہے یا وہ قبیلے کا بہت برا آدمی ہے۔"

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۶۷۶ھ نے لکھا ہے کہ اس آدمی کا نام عیینہ بن حصن تھا جو ابھی تک حقیقی ایمان سے محروم تھا، تاہم ظاہراً مسلمان تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کیا تاکہ کوئی اس سے دھوکہ نہ کھائے۔ (اور اسی کا نام جرح ہے)

دورِ رسالت کے بعد یہ شخص مرتد ہو کر مرتدین کی صف میں شامل ہوا، پھر خلافتِ صدیقی میں قیدیوں کے ساتھ اسیر ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) صحیح مسلم (۳۲۲/۲)
وشرح علل الترمذی لابن رجب الحنبلی (۳۴۸/۱)

کے پاس لایا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برملا "بئس أخو العشيرة" سے ان کو پکار کر اس کو وہ اعلانِ نبوت یاد دلایا جس کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پہلے دی تھی۔ نیز علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسق مجاہر (جو کھلم کھلا فسق کرنے والا ہو) اور وہ شخص جس کے شر سے لوگ بچنا چاہتے ہوں، ان دونوں کی غیبت جائز ہے۔(۱)

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور صحابیہ ہیں، یہ وہ خاتون ہیں جن کو ان کے شوہر نے طلاق دی تھی، پھر عدت گزارنے کے بعد نئی شادی کے مشورے کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"أما أبو الجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه، وأما معاوية فصعلوك لا مال له."(۲)

"ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والے شخص ہیں (ایک دوسری روایت میں "ضراب للنساء" صراحۃً مذکور ہے) اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فقیر ہیں، ان کے پاس مال نہیں ہے۔"

"ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۱۴ھ نے "مرقات" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جرح کرنا کوئی ایسی غیبت نہیں ہے کہ جو شرعاً ناجائز ہو۔"(۳)

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) شرح صحیح مسلم للنووی (۳۲۲/۲)
(۲) مشکوٰۃ المصابیح (۲۸۸/۲)
(۳) مرقات المفاتیح لعلی القاری (۳۲۶/۶)

سے علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

"وكان أوّل من احتاط في قبول الأخبار." (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قبولِ اخبار میں احتیاط سے کام لیا۔''

چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاتحقیق روایات کو قبول نہ کرتے تھے بلکہ حدیث میں اصولِ شہادت کو بنیاد بناتے تھے اور راوی حدیث سے دو گواہ طلب کرتے تھے۔ (۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے کیجئے:

"عن قبيصة بن ذؤيب، أن الجدة جاءت إلى أبي بكر تلتمس أن تورث، فقال: ما أجد لك في كتاب الله شيئا، وما علمت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر لك شيئا، ثم سأل الناس، فقام المغيرة، فقال: حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطيها السدس، فقال له: هل معك أحد؟ فتشهد محمد بن مسلمة بمثل ذلك، فأنفذه لها أبوبكر رضي الله عنه." (۳)

''قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دادی اپنی وراثت طلب کرنے کے لئے آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں مجھے آپ کے بارے میں کچھ نہیں ملا اور نہ یہ بھی نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے کچھ ذکر کیا ہے۔ پھر لوگوں سے پوچھنے

(۱) تذكرة الحفاظ للذهبي (۲/۱)

(۲) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص ۵۸)

(۳) تذكرة الحفاظ للذهبي (۲/۱)

لگے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کیا کوئی اور (گواہ) بھی آپ کے ساتھ ہے؟ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بھی) اسی طرح کی گواہی دے دی۔ (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دیا ہے)۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کو دادی کے لئے جاری کردیا۔''

اسی طرح حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث سے حلف لیتے تھے، اور یہی ان کا مشہور مذہب تھا۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث بیان کرتے تو جسم پر کپکپی طاری ہوجاتی اور پیشانی سے پسینہ ٹپکنا شروع ہوجاتا، اور نہایت احتیاط سے فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، یا اس کے قریب فرمایا۔ (۲)

صحابہ کرام کا یہ عمل بناء بر احتیاط تھا، اور یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ جب دیگر دینی امور میں ان کی احتیاط اور تقویٰ و بزرگی کا عام چرچا رہا، تو یقیناً کتاب اللہ کی طرح دین کی اساس اور بنیاد، شریعت کے دوسرے بڑے مآخذ، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں بھی ایسے ہی احتیاط کی اشد ضرورت تھی۔ سو پہلے ہی ان مدرسہ نبوت کے فیض یافتہ سرچشمہ علومِ نبوتؐ نے اس حزم واحتیاط کا عملی نمونہ امت کے سامنے پیش کیا۔

(۱) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص ۵۸)

(۲) مقدمة فتح الملهم لشبير احمد العثماني (ص ۱۹۶)

توثیق وتعدیل سے قبل اس راوی کا نام ونسب جانتا ہو، اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس کی چال چلن کیسی ہے، سمجھ بوجھ کس درجہ کی ہے، عالم ہے یا جاہل، حافظہ وقوتِ ضبط کا کیا حال ہے، کس قبیلہ سے ہے، کن شیوخ سے کسب فیض کیا، کب پیدا ہوا اور کس وقت وفات پائی۔(۱)

تو جو جارح یا معدل رُواتِ حدیث کی ان ضروری امور کی معرفت سے پوری طرح واقف ہو وہ رُواۃِ حدیث پر کلام کا اہل ہو سکتا ہے بلکہ اس فن (اسماء الرجال) میں مہارت کے بغیر وہ امام جرح وتعدیل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اسماء رجال کی معرفت فنِ جرح وتعدیل سے آشنائی کے لئے شرطِ اول ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی اس فن میں آگے نہیں جا سکتا۔

نیز بعض اربابِ فن کے نزدیک ''جرح وتعدیل'' علم اسماء الرجال کی فرع ہے۔(۲)

اس سے ثابت ہوا کہ اسماء الرجال میں مہارت کے بعد ہی کوئی شخص رجال یا رُواۃِ حدیث کی تعدیل یا ان پر نقد وجرح کر سکتا ہے، کیونکہ رُواۃ کی ثقاہت یا ان کے ضعف کا تعلق حدیث کی صحت وضعف کے ساتھ متعلق ہے اور یہ مسلّم ہے کہ حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ ائمہ فن ہی کر سکتے ہیں۔

احادیث کی صحت وضعف کا فیصلہ:

رُواۃِ حدیث کے حالاتِ زندگی سے واقفیت اور ان کی جانچ پرکھ ہر صاحبِ علم کا وظیفہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس منصب کے لئے ایسے عظیم المرتبہ اساطینِ امت پیدا کئے جن کی انتھک محنت اور پیہم کوشش وجستجو سے آج ذخیرۂ حدیث امت کے سامنے

(۱) مقدمة المحقق على تقدمة الجرح والتعديل (ب)
(۲) مقدمة المحقق على تقدمة الجرح والتعديل (ب)

کذب وافتراء کی آمیزش سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوا۔ اور انہی ائمہ جرح وتعدیل نے ایسے تمام رُواتِ حدیث کی پہچان کے لئے معیارِ انصاف کا میزان قائم کیا، جہاں انہوں نے ثقہ اور غیر ثقہ کو الگ الگ کر کے چھانٹی کی۔ اسی وجہ سے عمرو بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۴۶ھ فرمایا کرتے تھے کہ محدث اور عارفِ رجال مزکی کو مثل صراف ہونا چاہئے۔ جو دراہم کو پرکھتا ہے اور کھرے کھوٹے (خالص وناخالص) کی تمیز کرتا ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی ثقہ اور غیر ثقہ ومجروحین رُواۃ موجود ہیں۔ تو یہاں بھی ان میں تمیز وتفریق کا معیار برقرار رکھنا ضروری ہے۔(۱)

صحیح اور ضعیف روایات کے بارے میں جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۸۱ھ سے پوچھا گیا کہ اس میں تمیز کی کیا صورت ہوگی؟ تو موصوف فرمانے لگے کہ:

''يعيش لها الجهابذة.''(۲)

''اللہ تعالیٰ نے ان کے (چھان بین) کے لئے زبردست ائمہ نقاد پیدا کئے ہیں۔''

تو اس سے معلوم ہوا کہ محدثین کے ضابطے کے مطابق کسی حدیث کی صحت وضعف پر کلام کرنا ہر شخص کا منصب نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ان ائمہ جرح وتعدیل کا کام ہے جو حدیث ورجال اور جرح وتعدیل کے تمام مسلمہ اصول وقواعد سے پوری طرح واقف ہوں۔

ائمہ جرح وتعدیل اور ناقدینِ حدیث کے لئے شرائط:

گزشتہ صفحات میں یہ بات گزر گئی کہ محدثین کے نزدیک حدیث کی صحت وضعف اور ان کی تحقیق وتفتیش ائمہ جرح وتعدیل کا وظیفہ ہے، چنانچہ یہ علومِ حدیث

(۱) كتاب الجرح والتعديل (۱/۱۸) وتهذيب التهذيب (۸/۸۱)
(۲) كتاب الجرح والتعديل (۱/۸۱)
والتعديل والتجريح لأبي الوليد سليمان الباجي (۱/۲۹۱)

میں نہایت اہم، مشکل اور دقیق منصب ہے، نیز ہر محدث بھی اس فریضے کی انجام دہی میں پورے معیار پر نہیں اتر سکتا، بلکہ یہ ان سربراہانِ امت ائمہ اعلام کا منصب ہے جو تقویٰ اور بزرگی سے آراستہ ہوں، تعصب سے دور رہتے ہوں، رُواتِ حدیث پر نقد اور ان کی جانچ پڑتال میں بھی قوت ومتانت کے ساتھ محتاط رویہ اپناتے ہوں اور اپنی بساط کے مطابق وہ رُواۃ حدیث کی تحقیق وجستجو کا شب وروز مشغلہ رکھتے ہوں۔

مؤرخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ ان ائمہ نقد کے شرائط پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ولاسبيل الى ان يصير العارف الذى يزكى نقلة الأخبار ويجرحهم جهبذا، إلا بادمان الطلب والفحص عن هذا الشان وكثرة المذاكرة والسهر والتيقظ والفهم مع التقوى والدين المتين والإنصاف والتردد الى مجالس العلماء والتحرى والإتقان."[1]

"وہ فن شناس عالم جو رُواۃِ حدیث کا تزکیہ یا ان پر جرح کرتا ہے نقاد خبیر اس وقت تک نہیں ہوسکتا کہ جب تک مداومت کے ساتھ ان (رجال) کی تلاش وجستجو میں جان نہ کھپائے، اور بہت زیادہ مذاکرہ، شب بیداری، بیدار مغزی اور فہم وادراک کے ساتھ خدا خوفی، دین داری انصاف، علماء کی مجالس میں آنا جانا، غور وخوض اور تیقن ومضبوطی کے ساتھ ہم آغوش نہ ہو۔"

اسی طرح "فواتح الرحموت" شرح "مسلم الثبوت" میں ملا عبدالعلی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں کہ مزکی (ناقدِ حدیث) کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود عادل ہو، جرح وتعدیل کے اسباب سے واقف ہو، منصف ہو، جذبۂ خیر خواہی سے سرشار ہو،

(۱) تذكرة الحفاظ (۱/۴)

تعصب سے دور ہو، کیونکہ جرح وتعدیل میں متعصب کی بات قابل قبول نہیں ہوتی۔[1]

تو اب ان مذکورہ بالا شرائط کے پائے جانے کے بعد وہی محدث مُعدِل یا جارح بن سکتا ہے جو احادیث کی صحت وضعف رجال کی کسوٹی پر پرکھتا ہو کہ ان رُوات کی مثالی ضبط وعدالت کی وجہ سے اس حدیث کی سند پر صحت کا حکم لگا سکیں یا ان بنیادی اوصاف کے فقدان کی وجہ سے اس سندِ حدیث کے ضعف کا فیصلہ کر سکے۔

احادیث کی صحت وضعف میں فقہائے کرام کا معیار:

واضح رہے کہ حدیث کے معیارِ صحت وضعف کو جانچنے کے لئے مذکورہ بالا تفصیل صرف محدثین کے نزدیک ہے، فقہائے کرام کسی حدیث کی صحت میں محض سند کو پیش نظر نہیں رکھتے بلکہ متون سے متعلق بعض دیگر امور بھی پیش نظر ہوتے ہیں، کیونکہ ان کا مطمحِ نظر احادیث سے استنباطِ احکام اور استخراجِ مسائل ہے جو عموماً متنِ حدیث سے متعلق ہوتے ہیں۔ چونکہ فقہاء کی نظر میں وسعت وگہرائی زیادہ ہے تو اس لئے یہ مسلمہ ضابطہ طے پایا ہے کہ جب کوئی فقیہ یا مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ صحیح ہوگی اور اس کے رُواۃ بھی قابلِ اعتبار ہوں گے، چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تلخیص الحبیر" میں اس نقطے کی طرف اشارہ کیا ہے۔[2]

وکیلِ احناف علامہ کوثری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۳۷۱ھ نے بھی "شروط الائمۃ الخمسۃ" کے حاشیہ میں اس امر کی تصریح کی ہے۔[3]

اسی طرح علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۳۹۴ھ نے بھی "قواعد فی

(۱) الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل لعبدالحى اللكنوى (ص ۹۹)
(۲) تلخيص الحبير فى تخريج احاديث الرافعى الكبير لابن حجر (۲/۷۱۸)
(۳) هامش شروط الائمة الخمسة للحازمى (ص ۵۵)

علوم الحدیث'' میں اس موضوع پر تبصرہ کیا ہے۔ (۱)

پھر صرف فقہاء نہیں بلکہ محدثین بھی بسا اوقات اسی اصول پر عمل کرتے ہیں۔
جیسا کہ سرتاج المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حدیث میتۃ البحر" کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ محدثین کے نزدیک اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (۲)

لیکن چونکہ اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے، فقہائے کرام اور محدثین کا اس پر عمل رہا ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا میتہ حلال ہے، تو جب اس تلقی بالقبول کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس غیر صحیح سند والی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تو فقہائے کرام بدرجہ اتم اس منصب کے اہل ہیں کہ وہ حدیث کی معیارِ صحت میں اس کی سند کے علاوہ تعامل اور تلقی بالقبول جیسے امور کو بھی احادیث کی معیارِ صحت میں پیش نظر رکھیں، اگرچہ بعض رُواۃ پر ضعف کا الزام بھی ہو۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہے، نیز علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۶۳ھ نے "الاستذکار" میں اس حدیث کی تشریح میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب کسی حدیث کا معنی صحیح ہو اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہو جائے، تو تلقی بالقبول اور فقہائے امت کا صرف یہ عمل تنہا سند سے بہت زیادہ قوی ہے۔ (۳)

اسی طرح علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اختصار علوم الحدیث" میں ایسے ائمہ کرام کی ایک جماعت ذکر کی ہے جو تلقی بالقبول کی وجہ سے حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

ائمہ مالکیہ میں سے قاضی عبدالوہاب مالکی، شوافع میں سے شیخ ابو حامد الاسفرائینی، قاضی ابو الطیب الطبری اور شیخ ابو اسحاق شیرازی، حنابلہ میں سے ابن

(۱) قواعد فی علوم الحدیث لظفر احمد العثمانی (ص ۵۶ - ۶۳)
(۲) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: تلخیص الحبیر (۱۴/۱) وتدریب الراوی للسیوطی (ص ۶۳)
(۳) الاستذکار لابن عبدالبر (۱۵۹/۱)

حامد، ابو یعلی بن الفراء، ابو الخطاب اور ابن زاغونی وغیرہ اور احناف میں سے شمس الائمہ سرخسی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں، ان کے علاوہ متکلمین میں سے اکثر اشاعرہ جیسے ابو اسحاق اسفرائینی اور ابن فورک رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ کا بھی یہ مذہب ہے اور موصوف کے نزدیک یہی تمام ائمہ حدیث اور سلف کا مذہب ہے۔ (۱)

اب گزشتہ تفصیل کے پس منظر میں "سند ومتنِ حدیث" کے باہمی ربط وتلازم میں محدثین وفقہاء دونوں کے اصول پیش نظر رہنا ضروری ہیں۔ تاکہ ان دونوں ائمہ امت کے اصولوں کی روشنی میں احادیث کا سمجھنا آسان ہو، خاص طور سے "مختلف فیہا" احادیث میں فقہاء کا "صحیح السند" حدیث کے مقابلے میں کسی دوسری روایت کو تلقی بالقبول یا تعامل امت سے ترجیح دینا یا "غیر صحیح السند" روایت پر عمل کرنا وغیرہ امور کی ساری تفصیلات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حدیث کو جانچنے یا اس پر حکم لگانے میں دونوں کے اصول الگ الگ ہیں۔ (۲)

مزید تفصیلات کے لئے کتب اصول حدیث وفقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

ائمہ جرح وتعدیل کی تعداد:

ناقدینِ حدیث اور ائمہ جرح وتعدیل کی کوئی مقررہ تعداد نہیں کیونکہ اس فن میں وسعت تدریجاً واقع ہوئی ہے، پھر ان کی تعداد بھی ان کے بعد آنے والے محدثین کی آراء کی وجہ سے مختلف ہوئی ہیں۔ اسی طرح ان کی تعداد میں کمی بیشی کچھ اس اعتبار سے بھی ہے کہ بعض ائمہ فن ان میں زیادہ مشہور ہیں جو سب کے نزدیک مسلم ہیں۔ اور دیگر بعض سے رُواتِ حدیث کے بارے میں ان کی ناقدانہ آراء نسبتاً کم منقول ہیں اس لئے محدثین نے ان کو شمار نہیں کیا اگرچہ وہ بھی اس منصب کے حاملین میں شمار

(۱) الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لاحمد شاکر (ص ۴۶)
(۲) تدریب الراوی (ص ۶۰)
ومناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة للموافق بن أحمد المکی (۱۰۴/۱)